تفریح الخواطر

فی ردّ

تنویر الخواطر

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ

مکتبہ صفدریہ
نزد مدرسہ نصرۃ العلوم
گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

طبع چہارم ....نومبر ۲۰۰۸ء

نام کتاب .... تفریح الخواطر فی ردتنویر الخواطر

مؤلف ....امام اہل سنت شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدھم

مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور

تعداد .... گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت .... ۔/۱۴۰ (ایک سو چالیس روپے)

ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

﴿ملنے کے پتے﴾

☆ ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ ☆ مکتبہ امدادیہ ملتان

☆ مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی ☆ مکتبہ حقانیہ ملتان

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار ☆ مکتبہ مجیدیہ ملتان

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی ☆ اسلامی کتب خانہ اڈا گامی ایبٹ آباد

☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد ☆ مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

☆ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نیو روڈ مینگورہ ☆ دار الکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ لکی مروت ☆ مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوجرانوالہ

☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک

باب سوم

تبرید النواظر میں شاہد و شہید کے لفظ سے حاضر و ناظر کے مسئلہ کی باحوالہ مدلل تردید کی گئی ہے جس کا کوئی معقول جواب صوفی صاحب نہیں دے سکے اور عوام کو مغالطہ اور فریب دینے کیلئے چند ہوائی اور لایعنی شوشے ضرور چھوڑے ہیں۔ جو شخص ٹھنڈے دل کے ساتھ تبرید النواظر کے دلائل پڑھے گا تو وہ یقیناً محسوس کرے گا کہ اس کے رد میں تنویر الخواطر میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ نری دفع الوقتی ہے۔ انھوں نے جو باتیں کی ہیں ان میں سے قدرے قابلِ توجہ باتیں درج ذیل ہیں۔ قارئین کرام کی ضیافت کے لئے عرض کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر قیاس

کیا اللہ تعالیٰ ہر اچھی اور بری جگہوں میں حاضر و ناظر نہیں؟ اور کیا اللہ تعالےٰ ہر چیز کو جس میں فلمی معلومات بھی شامل ہیں، نہیں جانتا؟ اور کیا سینماؤں، شراب خانوں، ناچ گھروں اور چکلوں وغیرہ میں فرشتے حاضر نہیں ہوتے؟ اور کیا ہمارا اور ان حضرات کا حاضر و ناظر ہونا اور عالم ہونا ایک ہی معنیٰ میں ہے؟ جب اللہ تعالیٰ کی عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ اور بکلّ شیْءٍ علیم اور بری جگہوں میں حاضر ہونے اور بری چیزوں کے جاننے کی وجہ سے توہین و تحقیر نہیں ہوتی، تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کیوں ہوتی ہے؟ خانصاحب ان چیزوں کا جو جواب اللہ تعالےٰ کے بارے میں دیں گے وہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کافی و وافی ہوگا (محصلہ)

الجواب:۔ صوفی صاحب ان تمام قطعی اور واضح دلیلوں کو شیرِ مادر یا گیارھویں شریف کا لذیذ حلوہ سمجھ کر دفعۃً ہڑپ کر گئے ہیں جو تبرید النواظر میں اس مسئلہ پر بیان کی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قانون کا مکلف نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بری مجلسوں میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں ہے اور فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی الآیۃ

وغیرہا نصوص قطعیہ اس پر صراحت سے دال ہیں جن میں سے کسی کا صحیح جواب اُن سے نہیں بن سکا اور فرشتے صرف وُہی موجود ہوتے ہیں جن کی وہاں ڈیوٹی ہوتی ہے۔ دُوسرے فرشتے اور خصوصاً رحمت کے فرشتے ایسی جگہوں میں ہرگز نہیں جاتے۔ وُہ تو جہاں کتے ہوں، تصویریں ہوں یا جُنبی ہوں، وہاں بھی نہیں جاتے۔ اس لئے اس بڑے جاہلانہ اور سطحی مغالطہ سے خالق و مخلوق کے علم و حضور کو ہرگز ایک قرار نہیں دیا جا سکتا چونکہ تبرید النواظر میں اس پر مبسوط بحث موجود ہے اس کو اصل کتاب میں دیکھ لیں اسلئے ہم اس میں مزید تطویل نہیں کرتے عقلمند خود صحیح و غلط کی پرکھ کر سکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کا علم حاصل ہے

امام شعرانیؒ الیواقیت والجواہر ج ۲ صـ۲۹ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اولین اور آخرین کا علم عطا کیا گیا ہے اس لحاظ سے آپ کا علم ہر منقول و معقول اور مفہوم و موہوب کو شامل ہے (محصلہ مثلہ)

الجواب: اس سے بھی استدلال باطل ہے اولاً اس لئے کہ یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے اور محض صوفیوں کی عبارتوں سے یہ حل نہیں ہو سکتا۔ یہاں نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور اجماع قطعی کی ضرورت ہے وثانیاً اس عبارت میں کون سا لفظ آپ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر دال ہے جس کا اثبات آپ اس غیر متعلق عبارت سے کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولین و آخرین کے وہ تمام علوم عطا فرمائے ہیں جو آپ کی شان کے لائق تھے اور جو علم منقول اور معقول اور مفہوم و موہوب آپ کو مرحمت ہوا کسی اور کے حصہ میں نہیں آیا اس میں کس کو اختلاف ہے؟ لیکن اس سے کُلی غیب ثابت کرنا نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اور اثبات حاضر و ناظر اس سے بالکل غیر متعلق ہے۔

آپؐ کا علم ماکان ومایکون تدریجی تھا

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا علم تدریجاً ملتا رہا۔ جب

قرآنِ کریم کا نزول تمام ہوا آپ کے علوم بھی تمام ہوگئے۔ (مخصلہ ص۱۵)

الجواب:۔ اپنے پیشرو مجددوں کی طرح صوفی صاحب کا یہ بھی ایک نرا مجددانہ مغالطہ ہے تبرید النواظر میں باحوالہ اس کی بحث ہے (مزید بحث ازالۃ الریب میں ملاحظہ کریں) کہ قرآنِ کریم کی سب سے آخری نازل ہونے والی سورۃ التوبہ ہے جس میں دیگر کئی واقعات کی طرح یہ ارشاد بھی ہے وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ کہ اہلِ مدینہ میں سے کچھ لوگ منافقت پر اڑے ہوئے ہیں تو ان کو نہیں جانتا ہم ان کو جانتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کے بعد وہ کون سی آیتِ کریمہ نازل ہوئی یا خبر متواتر موجود ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ ان منافقین کا علم آپ کو حاصل ہوگیا تھا۔ سدیؒ کی روایت کا حشر آپ دیکھ چکے ہیں۔ اور اگر صحیح حدیث بھی ہو مگر خبر واحد ہو تب بھی نصوص کے مقابلہ میں اسکا پیش کرنا آپ کے گرو کے فرمان کے مطابق ہرزہ بافی ہوگا۔ اگر اس کے بعد کی کوئی آیت اس کی نفی کی بتلا دیں تو پھر تدریجاً تدریجاً کا مطلب ایک حد تک صحیح ہوگا ورنہ یہ دلیل قطعی باطل اور سراسر مردود ہے۔

آپ ہر زمانہ اور ہر مکان میں موجود ہیں

ہمارا حاضر و ناظر کے بارے میں عقیدہ ہے کہ کوئی زمانہ اور کوئی مکان ایسا نہیں جو آپ سے خالی ہو اور اس عقیدہ پر علامہ حلبیؒ المتوفی ۱۰۴۴ھ نے ایک مستقل رسالہ تعریف اہل الاسلام لکھا ہے اور اس میں فرماتے ہیں والایمان بان محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلو منہ مکان ولا زمان اور اس رسالہ کو علامہ نبہانیؒ نے اپنی کتاب جواہر البحار ج ۲ ص۱۱۱ میں نقل کیا ہے اور ہم حسب ضرورت اس رسالہ سے اقتباسات پیش کرتے رہیں گے (مخصلہ ص۱۵)

الجواب:۔ گزارش ہے کہ علامہ حلبیؒ کسی نص اور متواتر حدیث کا نام نہیں ہے اور نہ ان سے رسالہ نقل کرنے کے بعد علامہ نبہانیؒ کا نام نص قطعی اور متواتر حدیث بن گیا ہے۔ یہ دونوں صوفی قسم کے عالم تھے۔ مجتہد بھی نہیں تھے اس لئے ان کی عبارتوں سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا علاوہ بریں اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت عامہ ہے اور

قیامت تک آپ ہی کی نبوت اور رسالت کے احکام جاری ہیں۔ اور کوئی مکان اور زمانہ ایسا تصور نہیں کیا جا سکتا جس میں مخلوق آپ کے دین کی مکلف اور پابند نہ ہو اور اس کا قرینہ وہ عبارت ہے جو شیخ اکبرؒ کے حوالہ سے خود صوفی صاحب نے ص۱۴۵ و ص۱۵۵ میں نقل کی ہے اور جس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ "سوائے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کے کسی رسول کی رسالت عام نہ تھی پس حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آپ کی بعثت کے زمانے تک اور قیامت تک آپ ہی کی بادشاہی ہے اور آپ کے (تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر امامت میں) تقدم اور آخرت میں سرداری پر آپ کی حدیث صحیح میں نص موجود ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت اور تمام انبیاء کی روحانیت موجود ہے۔ اور انبیاء کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح طاہرہ کی طرف سے مدد آتی تھی" (فتوحات مکیہ باب ۱۰ ص۱۴۴) کون مسلمان اس کا منکر ہے کہ دنیا میں توحید و رسالت اور اخلاق حسنہ اور اچھے اعمال کا جتنا بھی اور جس قدر بھی ذخیرہ موجود ہے وہ حضرات انبیاء کرام اور خصوصاً حضرت محمد علیٰ جمیعہم الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت ہی کا پرتو اور اثر ہے اور ان کی روحانیت قیامت تک باقی رہے گی۔

حاضر و ناظر ہونے کی دو صورتیں ہیں

دراصل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ اول آپ اپنے مقام پر ہیں اور تمام اشیاء آپ کے سامنے موجود ہیں۔ آپ سب کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ یہ صورت قبل از ظہور اور بعد از ظہور سب کو شامل ہے۔ دوم آپ اپنے جسم اطہر کے ساتھ ہر جگہ موجود ہوں، یہ صورت خاص ہے اور آپ کی مشیت پر موقوف ہے۔ جب چاہیں دو چار دس بلکہ ہزار دو ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ مقامات پر بیک وقت بذات خود تشریف لے جائیں اور آپ کا مقام خاص بھی آپ سے خالی نہ ہو۔

صورت اول کی توضیح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ محققین کہتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور پھر بھی ہر

جگہ موجود ہے اور آپ کے بارے میں بھی جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا آیا ہے۔ اور آپ سب کی گواہی دیں گے لہٰذا حاضر و ناظر ہوئے۔ قرآنِ پاک اور احادیثِ پاک ہمیں یہی بتلاتی ہیں کہ شاہد و شہید کے معنی حاضر ہی کے آتے ہیں اور گواہ پر شاہد کا اطلاق بھی اسی وجہ سے ہے کہ وہ موقع پر موجود ہوتا ہے۔ اور شہادۃ بالتسامع بعض معاملات میں جائز و مقبول اور اکثر میں مردود ہے جیسا کہ کتبِ فقہ میں موجود ہے۔ اس صورت اوّل کی تائید میں علماء محققین اور اولیاء کاملین کے اقوال نقل کرنے سے قبل ہم خان صاحب کے کان کھول دینا چاہتے ہیں کہ آپ کی یہ لن ترانی ہرگز مسموع نہیں کہ اس باب میں مفسرین اور اولیاء کرام اور محدثین کی ذاتی رائے نہ سنی جائیگی کیا یہ لوگ قرآن و حدیث سے ناواقف تھے یا عربی زبان نہ جانتے تھے؟ اگر یہی بات ہے تو آپ جیسی لومڑی کا اس جنگل میں کون سا حصہ ہے؟ کیا خان صاحب کہیں نسوار شریف کے نشہ میں تو نہیں رہتے؟ (محصلہ ص۱۵۱، ص۱۵۲)۔

الجواب :- قارئین کرام! تبرید النواظر میں اس کی مبسوط اور مدلل بحث ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی سمیع، بصیر، علیم، حفیظ اور رؤف وغیرہ کی صفت آئی ہے اور مخلوق کے لئے بھی۔ مگر الگ الگ معنی میں جس معنی میں خدا تعالیٰ سمیع و بصیر ہے وہ اور ہے اور جس معنی میں انسان سمیع و بصیر ہے وہ اور ہے۔ ؎

گر فرق مراتب نکنی زندیقی

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لئے شہید کے اور معنی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اور معنی ہیں۔ اگر آپ کے حق میں اس کا معنی حاضر و ناظر ہوتا تو نصوص قطعیہ اس کا رد نہ کرتیں اور حضرات فقہاء کرام کا محتاط گروہ اور طبقہ اس شخص کی تکفیر نہ کرتا جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجلسِ نکاح میں حاضر مانتا اور گواہ تسلیم کرتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے اہلِ بدعت کی گاڑی ہی بغیر اس کے نہیں چلتی جب تک کہ خالق و مخلوق کو گڈمڈ نہ کیا جائے اور خالق کی صفات مختصہ کو مخلوق میں تسلیم نہ کیا جائے (معاذ اللہ تعالیٰ) اور اگر یہی معنوں میں گواہ ہونے کی

وجہ سے آپ کو حاضر و ناظر تسلیم کیا جاتا ہے تو تبرید النواظر میں سیر حاصل بحث اس پر موجود ہے کہ اس اُمت کو بھی حاضر و ناظر تسلیم کرو۔ کیونکہ نص قرآنی کے مطابق یہ تمام اُمت پہلی اُمتوں پر گواہ ہوگی اور ان کے لئے بھی شہداء کا لفظ موجود ہے پھر آپ علیہ السلام کی کیا خصوصیت رہی؟ آپ لوگوں کو یہ دعویٰ کرنا چاہیئے کہ ساری اُمت ہر مکان اور ہر زمانہ میں حاضر و ناظر ہے۔ صوفی صاحب بتلائیے کہ کیا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ کے الفاظ قرآن کریم میں موجود نہیں ہیں؟ اور کیا اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ کے الفاظ حدیث میں مذکور نہیں ہیں؟ اور آپ خود لکھتے ہیں کہ قرآن اور احادیث ہمیں بتلاتی ہیں کہ شاہد اور شہید کے معنی حاضر و ناظر ہی کے آتے ہیں۔ کیا یہ اُمت سب حاضر و ناظر ہے؟ للہ کچھ تو فرمایئے کہ بات کیا ہے مالکم لا تنطقون اور آپ نے تبرید النواظر میں پیش کردہ دیگر دلائل کا اور لشہادتنا احق من شہادتہما کا جواب کیوں نہیں دیا؟ جس میں موقع پر غیر حاضر ورثاء میت نے گواہی دی اور قرآن کریم میں اس پر لفظ شہادت اطلاق ہوا کیا یہ قرآن کریم کا حکم اور الفاظ نہیں ہیں؟

الشہادۃ بالتسامع

باقی الشہادۃ بالتسامع کا فی الجملہ ثبوت ہی اس امر کی کافی دلیل ہے کہ ہر مقام پر شاہد کے لئے حاضر اور موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہم نے تبرید النواظر میں یہ کہا اور اب بھی صاف لفظوں میں اصولی بات کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفسیر کے مقابلہ میں حضرات مفسرین کرامؒ وغیرھم کی ذاتی رائے ہرگز مسموع نہیں وہ خود قابل تاویل ہے جہاں اُن کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفسیر سے متصادم نہ ہو وہاں علی الرأس والعین ہمیں ان کی بات اور تفسیر ماننے بغیر کیا چارہ ہے؟ وہ حضرات عربی دان بھی ہیں اور خادم دین بھی لیکن یہ آپ کا انتہائی دجل ہے کہ ہماری پوری پوری عبارات کا حوالہ نہیں دیتے اور عوام کو بلاوجہ متنفر کرنے کے لئے ایک طرفہ کا روائی کرتے ہیں اگر علمی جنگل میں بقول آپ کے میرے

جیسی لومڑی کا کوئی حصہ نہیں تو یقین جانیئے کہ حوالوں میں کتر و بیونت کرنے والے آپ جیسے جنگلی چوہے کا بھی کوئی مقام نہیں ہے۔ راقم بحمد اللہ نسوار کا سرے سے عادی ہی نہیں ہے لیکن آپ کی ملنگانہ بے ربط اور بے سروپا باتوں سے ضرور شبہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے اعلیٰ حضرت کی طرح حقہ شریف کے دلدادہ ہیں اور سوٹا لگا کر کچھ کا کچھ کہہ اور لکھ مارتے ہیں جو اس کا مصداق ہوتا ہے کہ ؏

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تفسیر بالرائے حرام ہے مگر کسی معتبر اور مستند مفسر نے اپنی رائے سے تفسیر نہیں کی۔ جہاں جن حضرات کو آپ اپنا ہمنوا سمجھتے ہیں وہ آپ کے ساتھ ہرگز نہیں ہیں۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ ہاں اجتہادی لغزش جدا بات ہے لیکن ایسی زلت سے عدالت بھی ساقط نہیں ہوتی چہ جائیکہ دوزخ اُن کا ٹھکانا ہو۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) علماء کرام رحمہم اللہ کا یہ مقولہ شاید آپ نے سنا ہوگا ان زلۃ العلمیۃ لاتسقط بھا العدالۃ باقی صاوی وغیرہ غیر مستند مفسرین کا معاملہ جدا ہے۔ عوفی صاحب نے ص۹۵ اور ص۹۵ میں شیخ اکبرؒ کی ایک تو وہ عبارت پیش کی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور ایک اور پیش کرتے ہیں جس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ قطب واحد پس وہ روح ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور وہ مددگار ہے تمام انبیاء اور رسولوں اور قطبوں کی ابتداء انسانیت سے لے کر یوم قیامت تک۔ (فتوحات ج۱۴ ص۱۹۴)

الجواب :۔ نہ معلوم اس عبارت سے مسئلہ حاضر و ناظر کا کیا ربط اور تعلق ہے آپ کا مولوی محمد عمر صاحب کی طرح خواہ مخواہ کچھ لکھ دینا یا کہہ دینا نہ تو دلیل و برہان بن سکتا ہے اور نہ اعتراض۔ ان متصوفانہ عبارات میں صرف اس بات کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک تمام حضرات انبیاء کرام و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اقطاب کے لئے منبع اور مرکز کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی منبع فیض سے ہر ایک کو اور ہر طرف روحانی فیض پہنچا اور سبھی آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کے پابند تھے۔ اس

میں کیا شک اور شبہ ہے ؟ ع

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

آپؐ کا نام شہید تھا

صوفی صاحب نے ص۵۵ میں شیخ عبد الکریم جیلی رہ کی کتاب الکمالات الالٰہیۃ فی الصفات المحمدیہ کا حوالہ نقل کیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ "آپ کا نام شہید بھی ہے۔ پس نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام متصف تھے صفت شہید کے ساتھ اور دلیل اس کی اللہ تعالیٰ کا شہید کا قول ارسلناك علیهم شهيدًا ہے۔ پس آپؐ شہید مطلق ہیں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے لئے۔"

الجواب :۔ اس عبارت میں شہید کا لفظ ہے اور تبرید النواظر میں بخاری شریف وغیرہ کی صحیح حدیث کی روشنی میں اس کا جو معنی کیا گیا ہے وہی مراد ہے۔ مثلاً یہ کہ آپ اپنی امت کی شہادت پر صفائی دیں گے اور آپ کی شہادت اور آپ کی امت کی شہادت پر پہلی امتوں کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ اس لفظ شہید کا متنازع فیہا حاضر و ناظر کے مسئلہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ چونکہ ان عبارات سے مسئلہ حاضر و ناظر ثابت نہیں ہوتا۔ اسلئے خود صوفی صاحب نے دبی زبان سے اس کا اقرار کیا ہے اور یہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ "صوفیاء اکرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی عبارات چونکہ عوام کے فہم سے بالاتر ہیں اس لئے ہم ان ہی چند حوالوں پر اکتفاء کرتے ہیں ورنہ تو (مسئلہ سے بالکل غیر متعلق۔ صفدر) بے شمار عبارات نقل کی جا سکتی ہیں جن سے مسئلہ بالکل واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے" (ص۵۶) جناب! ایسا ہی جیسے ان سابق عبارات سے ثابت ہوا ہے۔ بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ع

بس کن استاد جی معلوم شد با فندگی

حضرت ملا علی ن القاریؒ نے شہید کا معنی حاضر و ناظر کیا ہے

صوفی صاحب ص۵۶ میں لکھتے ہیں کہ مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آتی ہے جو كذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء

علے الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا سے متعلق ہے۔ امام الاحناف مجدد وقت علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں (ہم ان کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں صفدر) اس حدیث میں تنبیہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں (حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۸۵) نیز فرماتے ہیں۔ "بعید نہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت نوح علیہ السلام کے لئے بھی گواہی دیں گے کیونکہ وہ مقام مدد ہے۔" (حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۸۵) (ملخصًا)

الجواب:- بلاشک پہلی عبارت ان کی واضح اور مطابقی دلیل بن سکتی تھی کیونکہ اس میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی بھی تصریح ہے اور حاضر وناظر کے الفاظ بھی بالکل صاف موجود ہیں اور حضرت ملا علی ن القاری رحمہ صرف صوفی ہی نہیں بلکہ مستند اور قابل حجت حنفی عالم بھی ہیں۔ مگر اس کو کیا کیا جائے کہ یہاں بھی صوفی صاحب نے اپنے استاد کی طرح انتہائی دجل اور تلبیس کا ثبوت دیا ہے مگر بایں ہمہ ان کو شرم بھی نہیں آئی۔ افسوس ہوتا ہے ایسی بددیانتی پر۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

حاشیہ کی پوری عبارت ملاحظہ کرنے سے پہلے اس حدیث شریف کا ترجمہ سن لیں جس کی شرح میں حضرت ملا علی ن القاری رحمہ نے یہ الفاظ لکھے ہیں "حضرت ابو سعید الخدری رضہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا۔ سو ان کو کہا جائے گا کیا تو نے تبلیغ کی تھی؟ وہ فرمائیں گے ہاں اے میرے رب۔ میں نے تبلیغ کی تھی۔ ان کی امت سے سوال کیا جائے گا۔ کیا انہوں نے تمھیں تبلیغ کی تھی؟ ان کی منکر امت کہے گی کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو کہا جائے گا اے نوح تیرے گواہ کون ہیں؟ وہ فرمائیں گے۔ میرے گواہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی امت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فیجاء بکم فتشھدون انہ بلغ سو تمھیں (عدالت میں) لایا جائے گا پس تم گواہی دو گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی: وکذلک جعلناکم

امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (رواہ البخاری ج ۲ ص ۱۰۹۲، مشکوٰۃ ص ۴۸۵) اس حدیث میں فیجاء بکم الخ کی شرح میں ملا علی ن القاری لکھتے ہیں کہ :-

وفیہ تنبیہ نبیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر فی ذٰلک العرض الاکبر فیؤتی بالرسل واولھم نوح علیہ السلام ویؤتی بشھودھم وھم ھٰذہ الامۃ انتھٰی (حاشیۃ مشکوٰۃ ص ۴۸۵)

اس حدیث میں بڑی شان والی تنبیہ ہے (صوفی صاحب نبیہ کا معنی ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے چھوڑ گئے ہیں۔ صفدر) کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بڑی پیشی میں حاضر وناظر ہوں گے سو پیغمبروں کو لایا جائے گا اور ان میں اوّل حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے اور ان کے گواہوں کو بھی لایا جائے گا اور ان کے گواہ یہ اُمت ہے۔

صوفی صاحب کا کمال اور دیانت ملاحظہ کریں کہ حاضر وناظر تک کا مفید مطلب جملہ تو نقل کر دیا ہے اور آگے جس عبارت سے حقیقت بالکل آشکارا ہو جاتی ہے اس کو گیارھویں شریف کا میٹھا دودھ سمجھ کر پی گئے ہیں اور خود اپنی کتاب کے ص ۶۶ میں لکھتے ہیں کہ "یہ بات ہم اپنے تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ کوئی وہابی دانش مند اور دیانت دار نہیں ہوتا۔ دروغ گوئی اور قطع برید ان کا جزو ایمان ہے" (بلفظہ) فرمایئے صوفی صاحب! کیا یہ تجربہ اور ریسرچ آپ پر فٹ نہیں بیٹھتا؟ اس عبارت کا مطلب تو بالکل واضح ہے کہ قیامت کے دن میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر بھی ہوں گے اور عدالت میں جو کارروائی ہوگی، اس کے ناظر بھی ہوں گے۔ میدانِ محشر میں حاضر وناظر ہونے کا اس دنیا میں حاضر وناظر کے اس مسئلہ سے کیا تعلق ہے، جس میں نزاع و اختلاف ہے؟ باقی حضرت ملا علی ن القاری رح کا دوسرا حوالہ تو اسی پہلے کا تتمہ ہے۔ صوفی صاحب نے محض کتاب کا حجم بڑھانے کے لئے بھرتی کا اضافہ کیا ہے کہ لوگ داد دیں کہ صوفی صاحب نے

اتنے حوالے پیش کر دیئے ہیں۔

حقیقتِ محمدیہ متوفی صاحب حضرت شیخ عبدالحق رح کی اشعۃ اللمعات ج ۱ صفحہ ۴۲۰ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ السلام علیک ایھا النبی کا خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام موجودات کے تمام ذروں اور تمام افراد میں سرایت کئے ہوئے ہے (صفحہ ۵۶)۔

الجواب:۔ متوفی صاحب علمِ تصوف کی حقیقتِ محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ والسلام) کی اصطلاح ہی سے واقف نہیں ہیں۔ اس کا مسئلہ حاضر و ناظر سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت مولانا شاہ ابو سعید فاروقی مجددی رح (المتوفی ۱۲۵۰ھ) اپنی کتاب ہدایۃ الطالبین میں لکھتے ہیں (جس کا ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب صدر شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی حیدر آباد نے کیا ہے) جاننا چاہیئے کہ وہ صوفیہ جو توحیدِ وجودی کا احوال رکھتے ہیں اور وحدت وجود کے قائل ہیں۔ اس وجود کے پانچ مراتب متعین کرتے ہیں۔ ان کو حضراتِ خمس بھی کہتے ہیں۔ پہلا مرتبہ جو محض احدیت پر متعین ہوا ہے۔ اسے وحدت کا پہلا تعین کہتے ہیں اور اس مرتبہ یا مقام پر پہلے تعین کا اثبات کرتے ہیں جو علمی اور اجمالی تعین ہے۔ اس مرتبے کو تعینِ اول اور حقیقۃ الحقائق اور حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرتبہ لاہوت بھی کہتے ہیں" اھ (ترجمہ ہدایۃ الطالبین صفحہ ۱)

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رح حقیقتِ کعبہ، حقیقتِ صلوٰۃ اور حقیقتِ قرآن بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "دوم بعد کمالات ثلاثہ دائرہ محبت است چوں بداں مرکز رسیدہ می شود آں مرکز دائرہ ظاہر می شود کہ محیط آں صرف محبت است کہ مبداء تعین موسیٰ کلیم اللہ است علیہ السلام آنرا ولایت موسوی می گویند و مرکز آں محبوبیت است چوں بداں مرکز رسیدہ می شود آں مرکز ہم دائرہ ظاہر می شود کہ محیط آں محبوبیت متمزجہ است کہ آں را حقیقت محمدی و ولایت محمدی گویند و آں مربی و مبداء تعین جسدی سرورِ انبیاء است صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار نام پاک او محمد و مرکز آں محبوبیت صرف است کہ آں را حقیقت و

ولایت احمدی گویند و مبداء تعین رُوحی آنسرور است باعتبار نام پاک او احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اھ (کلمات طیبات ص۱۱۰ مکتوبات قاضی صاحبؒ)

اور صراطِ مستقیم ص۲۹۹ میں ہے۔ "تیسری وہ محبیت جو محبوبیت تک پہنچ جائے۔ یہ بے شک خلت سے بہت بلند ہے اور جس طرح کہ ابھی آئے گا حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا منشاء ہے چونکہ اس جگہ مراتبِ ولایت کا بیان ہو رہا ہے اور ولایت کا مدار اور دوام حضور پر ہے اور یہ بات محبیت میں خلت سے زیادہ ہے۔ الغرض مسئلۂ حاضر و ناظر اور علمِ غیب سے حقیقت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کا قطعًا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

جامع البرکات

صوفی صاحب جامع البرکات کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:۔ "یعنی نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمت کے احوال و افعال پر مطلع ہیں اور اپنے مقربان اور خواص کے مدد فرمانے والے اور فیض پہنچانے والے ہیں اور حاضر و ناظر ہیں" (ص۵۷)۔

الجواب:۔ حضرت شیخ صاحبؒ کی اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ برزخ میں آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر اُمت کے بعض اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس لئے آپ ان پر مطلع ہو جاتے ہیں اور برزخ ہی میں حاضر اور وہاں ہی اعمال کو دیکھتے ہیں۔ اور اپنے مقربین اور خواص کے لئے دُعا وغیرہ سے مدد کرتے اور فیض بھی پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ خود صوفی صاحب نے ص۵۵ میں علامہ سیوطی رح کی انتباہ الاذکیاء فی حیات الانبیاء ص۸ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:۔ "عالمِ برزخ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ اشغال میں سے یہ امور بھی ہیں۔ اُمت کے اعمال میں نظر، ان کے گناہوں کی بخشش کی دُعا اور ان سے مصیبت دُور کرنے کے لئے دُعا کرنا اور روئے زمین میں (احیانًا بشرطیکہ یہ کسی صحیح دلیل سے ثابت ہو۔ صفدر) برکت دینے کے لئے آجانا اور اپنی اُمت کے اولیاء کے جنازوں میں شرکت کرنا۔ (صوفی

صاحب لکھتے ہیں کہ کیا یہ غیر حاضر و ناظر کے کام ہیں؟" ص۵۸۔ اس عبارت کے پیشِ نظر آپ تو صرف اپنی اُمت کے اولیاء کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں۔ اس سے عمومی حاضر و ناظر کیسے ثابت ہوا؟ اور بقیہ اُمور تو برزخ میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ صفدر) حضرت شیخ عبدالحق صاحب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے قائل نہیں ہیں چنانچہ آپ انی لاراکم وراء ظھری کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔ "تو جان کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آگے اور پیچھے دیکھنا خرقِ عادت کے طور پر تھا، وحی یا الہام کے ذریعہ اور کبھی کبھی ہوتا تھا، دائمی نہ تھا اور اس کی مؤید وہ حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُونٹنی گم ہو گئی اور پتہ نہ چل سکا کہ کہاں ہے تو منافقوں نے کہا کہ محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ میں آسمان کی خبر جانتا ہوں لیکن وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اُن کی اُونٹنی کہاں ہے؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخدا میں نہیں جانتا مگر صرف وہی کچھ جو اللہ تعالیٰ مجھے بتاتا ہے۔ ابھی میرے رب نے مجھے بتایا ہے کہ اُونٹنی فلاں اور فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی ٹہنی اور شاخ میں پھنسی ہوئی ہے۔ اور نیز آپ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں اور حق تعالیٰ کے بتائے بغیر نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟" (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص۳۲۹۔ ان کا یہ مفصل حوالہ پہلے گزر چکا ہے) اور حدیث ما المسئول عنها باعلم من السائل کی تشریح میں لکھتے ہیں یعنی نیستم من دانا تر از تو بداں یعنی من و تو ہر دو برابریم در ندانستن آں بلکہ ہر سائل و مسئول ہمیں حال دارد کہ آں را جز خداوند تعالیٰ کسے نداند و وے تعالیٰ ہیچکس را از ملائکہ و رسل بداں اطلاع ندادہ؟ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص۳۴)۔

تفسیر عزیزی

متوفی صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں ویکون الرسول علیکم شھیدا کے تحت لکھتے ہیں۔ تمہارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم پر گواہ ہیں اس واسطے کہ آنحضرت بالواسطہ نورِ نبوت ہر دیندار

کے رتبہ دین پر مطلع ہیں کہ وہ آپ کے دین میں کس درجہ پر ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کس حجاب نے اسے ترقی سے روکا ہوا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گناہوں، درجاتِ ایمان، اچھے اور برے اعمال، اخلاص و نفاق کو پہچانتے ہیں لہذا آپ کی گواہی دنیا میں شرع کے حکم سے امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔ (ص۵۸)

الجواب :۔ جیسے مومن کسی وقت فراستِ ایمانی اور بصیرتِ روحانی سے کشف کے طور پر (جو ظنی ہوتا ہے) بعض امور کا ادراک کر لیتا ہے، اس سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نورِ نبوت اور بصیرتِ پیغمبری کے واسطہ سے نیک و بد اور اعمالِ حسنہ اور سیئہ کا ادراک فرما لیتے تھے، اسی طرح مومن و منافق کا ادراک بھی فرما لیتے تھے لیکن یہ تجربہ، فراست اور قرائن و شواہد کے ساتھ ہوتا تھا جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ سو آپ ان کو ان کی علامات سے پہچان لیں گے اور نیز فرمایا: وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ آپ ان کو بات کے ڈھب اور طرزِ کلام سے پہچان لیں گے۔ اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ قطعی اور یقینی طور پر ہر ایک کا ایمان و کفر اور اخلاص و ریاء وغیرہ آپ جانتے تھے، یہ علمِ غیب ہے اور اللہ تعالٰے کے بغیر اس کو کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ خود حضرت شاہ صاحب عقائدِ باطلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :۔ "اماموں اور ولیوں کو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے برابر جاننا اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے لوازم الوہیت جیسے علم غیب اور ہر ایک کی فریاد کو ہر جگہ سے سننا (جب وہ حاضر و ناظر ہوئے تو ہر جگہ ہی سے سنیں گے۔ صفدر) اور تمام مقدورات پر قدرت ثابت کرنا" (تفسیر عزیزی پارہ اول ص۵۲) اور نیز تحریر فرماتے ہیں :۔ "سب سے پہلے جس مبارک ذات پر قرآن کریم نازل ہوا تھا یعنی آنحضرت صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی مقدس ہستی، وہ دیگر اقوام کے معانی اور لغات بلکہ ہر فرقہ کے مخارج حروف اور لہجہ کلام کو ہرگز نہ جانتی تھی" (فتاوی عزیزی ج ۱ ص۱۳۲)۔

ان تصریحات کی موجودگی میں کوئی شخص ان کی قدرے مجمل عبارتوں سے علمِ غیب کلی اور

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتا ہے اور فکرِ آخرت سے بے نیاز ہو کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے تو اس کا ہمارے پاس کیا علاج ہے؟ بلکہ وہ جس چیز کو اپنا علاج سمجھے گا وہی اس کی بیماری کے اضافہ کا ذریعہ ہوگی کیونکہ :- ؎

دوا ترقی کی مَیں نے دیکھی بصد ادب ہے یہی گزارش
مرض ترقی کرے گا اس سے مریض اچھا نہ ہو سکے گا!

علاوہ ازیں یہ شناخت علمِ غیب کی وجہ سے نہیں بلکہ عرض بعض اعمال کی وجہ سے ہے چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں :- " زیرا کہ او مطلع است بنورِ نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود الیٰ ان قال و ازیں است کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیاں خود مطلع می سازند کہ فلانے امروز چنیں میکند و فلانے چناں تا روز قیامت شہادت تواند کرد " الخ (تفسیر عزیزی سورۂ بقر ص۵۱۸ طبع مجتبائی دہلی) اس تفصیلی عبارت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دین دار لوگوں کے بعض حالات پر علمِ غیب کی وجہ سے نہیں بلکہ عرض بعض اعمال کی وجہ سے اطلاع دی جاتی ہے اور ایسی اطلاع دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی دی جاتی ہے جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے اور یہ عرض اعمال بھی صرف اجمالی ہے تفصیلی نہیں۔ کیونکہ تفصیلی عرض سے علمِ غیب لازم آتا ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اس کی سختی سے تردید کرتے ہیں چنانچہ وہ عقائد باطلہ میں افراط و تفریط کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

" یا رتبہ ائمہ و اولیاء برابر رتبہ انبیاء و مرسلین گرداند و انبیاء و مرسلین را لوازم الوہیت از علمِ غیب و شنیدن فریاد ہر کس در ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کند و ملائکہ و ارواح انبیاء و اولیاء را در پردۂ صور و تماثیل و قبور و تعزیہ ہا معبود سازد و رزق و فرزند و خدمت و منصب از ایشاں بالاستقلال درخواست کند و شفاعت و عرض ایشاں را در جناب او تعالیٰ واجب القبول گو کردہ آنجناب باشد بداند " الخ (تفسیر عزیزی سورۂ بقر ص۴۳)

خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھیں۔ اگر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے نزدیک

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی غیب حاصل ہے یا آپ ہر ایک کی فریاد ہر جگہ سنتے ہیں (یعنی حاضر و ناظر ہیں) تو پھر وہ ان امور کو عقائدِ باطلہ میں کیوں شمار کرتے ہیں؟ نیز حضرت شاہ صاحبؒ تلاوت قرآن کریم اور ذکر اور کثرت سے نوافل پڑھنے والے کی حدیث کنت سمعہ الذی یسمع بہ الحدیث کی روشنی میں اللہ تعالیٰ سے تقرب کی نسبت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :- "لیکن این تقرب خاص بذات او تعالیٰ است اگر کسے خواہد کہ بایں طریق تقرب بیکے از مخلوقات تقرب پیدا کند ممکن و مطرد نیست و سببش آنست کہ دریں نوع متقرب الیہ را دو چیز میباید اول احاطۂ علمی باذکار قلبیہ و لسانیۂ ذاکرین با وصف تخالف امکنہ و ازمنہ و مدارک والسنہ تا ذکر قلبی و لسانی ہر ذاکر را معلوم کند دوم قوت نزدیک شدن در مدرکۂ او و در آمدن آں را پُر کردن و حکم صفت او پیدا کردن کہ در عرف شرع آں را دنو و تدلّی و نزول و قرب خوانند و ایں ہر دو صفت خاصۂ ذات پاک او تعالیٰ است ہیچ مخلوق را حاصل نیست آری بعضی کفرہ در حق بعضی از معبودان خود و بعضی پیر پرستان از زمرۂ مسلمین در حق پیران خود امر اول (احاطۂ علمی ۔ صفدر) را ثابت میکنند و در وقت احتیاج بہمیں اعتقاد بآنہا استعانت می نمایند اما مطرد نمی باشد و در حقیقت در اشتباہ واقع شدہ اند الیٰ ان قال و دیگر مخلوقات ہر چند روحانیات باشند اول علم محیط ندارند کہ بر ذکر ہر ذاکر مطلع شوند۔ دوم استیلائے دائمی بر روح ذاکر نمی توانند کرد کہ یشغلہم شان من شان و او تعالیٰ لایشغلہ شان عن شان" الخ۔ (تفسیر عزیزی پارۂ تبارک سورۂ مزمل ص۱۸۱ ۔ طبع محمدی لاہور)۔ اس سے معلوم ہوا کہ احاطۂ علمی بجز پروردگار کے کسی کو بھی نہیں ہے اور نہ ہر ذاکر کے ذکر پر بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو اطلاع ہو سکتی ہے۔

کتابُ الابریز کا حوالہ

صوفی صاحب نے ص۵۲، ص۵۸ میں کتابُ الابریز ص۲۴۷ کا حوالہ دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک تمام ارواح کی بادشاہ اور اسے تمام جہانوں کی چیزوں پر اطلاع ہے کیونکہ وہ علم و نظر کے اعتبار سے عظیم تر اور قوی روح ہے۔ (محصلہ)

الجواب :- اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت عامہ ہے اور تمام جہانوں کی خیرخواہی اور بھلائی کا جذبہ بھی آپ میں علیٰ وجہ الاتم موجود ہے اس لئے تمام جہانوں کے لئے جن کاموں کی ضرورت ہے جن سے وہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر سکتے ہیں یا جن امور سے اجتناب کر کے وہ عذاب او رسزا سے بچ سکتے ہیں اصولی طور پر آپ کی نظر ان تمام کاموں پر ہے۔ غرضیکہ آپ نے ان کی تبلیغ اور خلق خدا کی خیرخواہی پر کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی کیونکہ بفضلہ تعالیٰ آپ سردارِ دوجہاں ہیں اور زمین پر آپ ہی کی شریعت نافذ ہے اور آپ ہی کی سب پر بادشاہی ہے۔

شہید بمعنی عالم بعلم مشاہدہ

صوفی صاحب نے ص۵۸ میں امام سیوطیؒ اور صاوی شریف ج ۲ ص۱۸ کے حوالہ سے شہید کا معنیٰ عالم بہ علم مشاہدہ۔ اور شہید اُسے کہتے ہیں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو نقل کیا ہے۔

الجواب :- بلاشبہ اللہ تعالےٰ کے حق میں شہید کا یہی معنی ہے لیکن مخلوق کے لئے یہ معنیٰ نہیں ہو سکتا۔ کما مرّ مراراً اور خود صوفی صاحب کو مسلّم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عام انسانوں کے بارے میں ایک ہی لفظ استعمال ہو تو اس کا ترجمہ ہر ایک کی شان کے مطابق کرنا چاہیئے اور یہ قاعدہ بھی درست ہے الخ (تنویر الخواطر ص۱۵۰)۔

آپ ؐ کاملین سے پوشیدہ نہیں ہوتے

صوفی صاحب نے ص۵۹ میں امام شعرانیؒ کی ..... بہجۃ النفوس والاسماع اور مشارق الانوار ص۶۳ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ بعض اکابرین اولیاء کرامؒ کے بعض مخصوص کمالات ہیں۔ ان کمالات مخصوصہ میں سے ایک شدید ترین وہ قرب بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ پس نہیں پوشیدہ ہوتے رسُولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان سے۔ بعض نے کچھ حدیثیں بھی بیان کر کے ان کی تصحیح کی ہے۔ بعض حفاظ (حدیث) نے ظاہر نقل کے اعتبار سے ان کو ضعیف کہا ہے۔ ان بزرگوں میں سیدی علی الخواصؒ، افضل الدین، علامہ سیوطیؒ، شیخ نورالدین شونیؒ اور

شیخ محمد صوفی رہ ہیں (محصلہ)

الجواب :۔ حضرات صوفیاء کرام رہ کے نزدیک تصورِ شیخ کا ایک مسئلہ ہے اور وہ ہر وقت اپنی نگاہ میں اپنے شیخ کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ اس کے جواز اور عدم جواز میں خاصا جھگڑا ہے اور عوام وخواص اور اہل وغیر اہل کا فرق بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونکہ شیخ المشائخ ہیں اس لئے آپ سے قرب و محبت حاصل کرنے کی خاطر اگر یہ حضرات ہر وقت دن اور رات کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تصور کے طور پر پیشِ نظر رکھتے ہوں تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟ لیکن اس سے حاضر و ناظر کے مسئلہ کا کیا تعلق ہے؟ آپ خیر سے صوفی تو ہیں مگر افسوس صد افسوس کہ حضرات صوفیاء کرام کی واضح اصطلاحات سے بھی کورے ہیں۔ سچ ہے :

ع نہ ہر کہ موئے بر افروخت دلبری داند

علامہ قسطلانی رہ کا حوالہ

صوفی صاحب نے ص۹۵ میں علامہ قسطلانی رہ کی عبارت نقل کرکے یوں ترجمہ کیا ہے :۔ " آپ کے اپنی اُمت کو مشاہدہ کرنے اور ان کے احوال، نیتیں، عزائم، ارادے جاننے کے اعتبار سے آپ کی موت اور حیات میں کوئی فرق نہیں یہ سب کچھ آپ پر بلا خفا روشن ہے" (مختصر مواہب لدنیہ ص۳۸۱)

الجواب :۔ اوّلاً یہ عبارت علامہ قسطلانی رہ کی دیگر صریح عبارات سے متعارض ہے مثلاً یہ کہ امام داؤدی رہ نے یہ فرمایا تھا کہ حدیث میں من حدثك ان محمدا یعلم الغیب کا جملہ محفوظ نہیں کیونکہ اس کا تو کوئی شخص بھی مدعی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب حاصل تھا بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا۔ اس کا رد کرتے ہوئے علامہ قسطلانی رہ فرماتے ہیں کہ :۔

بان بعض من لم یرسخ فی الایمان کان	بے شک بعض ایسے لوگ جن کا ایمان راسخ
یظن ذٰلك حتّٰی یریٰ ان صحة النبوة تستلزم	نہیں (مثلاً منافق اور صوفی اللّٰدتہ صاحب اور ان
اطلاع النبی علٰی جمیع المغیبات فغم مغازی	کی پارٹی۔ صفدر) وہ یہ خیال کرتے ہیں حتیٰ کہ اُن کا

ابن اسحاق الی قولہ فاعلم صلی اللہ علیہ وسلم انہ لایعلم الغیب الا ما علمہ اللہ تعالیٰ (ارشاد الساری ج ۱۰ ص ۲۹۶)

یہ نظریہ ہے کہ نبوت کی صحت اس بات کو مستلزم ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام مغیبات پر اطلاع ہو چنانچہ ابن اسحاق رح مغازی میں واقعہ نقل کرتے ہیں (اس کے بعد اونٹنی کا وہ واقعہ نقل کیا ہے جو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں) پس آپ نے صاف طور پر بتا دیا کہ آپ غیب نہیں جانتے، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا ہے۔

یہ اور اس قسم کی دیگر عبارات صاف طور پر اس کی نفی کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔ وثانیاً علامہ قسطلانی رح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کے شرعی اور اخلاقی آداب بتلاتے ہوئے یہ بتاتے اور یہ سبق دیتے ہیں کہ وہاں حاضری دینے والا صد ادب و احترام اور نہایت تعظیم و تکریم کو ملحوظ رکھے اور یہ سمجھے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری آمد و خلوص اور حاضری کا مشاہدہ فرما رہے ہیں کیونکہ اس ادب و تعظیم کے سلسلہ میں آپ کی حیات اور وفات میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں کہ :-

ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض	وہ ادب عاجزی اور تواضع کو لازم پکڑے اور بس
البصر فی مقام الھیبۃ کما کان یفعل	ہیبت کے مقام پر اپنی آنکھ بند کر لے جیسا کہ آپ کے
بین یدیہ فی حیاتہ اذ ھو حی ویستحضر	سامنے آپ کی زندگی میں ایسا کرتا تھا۔ کیونکہ آپ
علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ بسلامہ	زندہ ہیں اور اس بات کو پیش نظر رکھے کہ آپ
کما ھو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ	اپنے سامنے اس کے کھڑے ہونے کو جانتے اور
وحیاتہ فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ	اس کے سلام کو سنتے ہیں جیسا کہ آپ کی زندگی کی
باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم	حالت میں تھا کیونکہ آپ کی وفات و حیات کا

وذلك عنده جلي ظاهر لاخفاء به باطلاع
الله تعالى له على ذلك فان قلت
هذه الصفات المذكورة من معرفته
الى هنا مختصة بالله تعالى فالجواب
ان من انتقل الى عالم البرزخ من
المؤمنين الكاملين يعلم
احوال الاحياء غالبا باعلام الله تعالى
لهم كما في حديث تعرض الاعمال كل يوم
الخميس والاثنين على الله تعالى وتعرض
على الانبياء والآباء والامهات يوم الجمعة
فيفرحون بحسناتهم وتزداد وجوههم
بياضا واشراقا فاتقوا الله ولا تؤذوا
موتاكم رواه الترمذي الحكيم وقد
وقع كثير من ذلك كما هو مسطور في
مظنة ذلك من الكتب وقد روى
ابن المبارك عبد الله بذكره تستنزل الرحمة
عن سعيد بن المسيب قال ليس من يوم
الا وتعرض على النبي صلى الله عليه وسلم
اعمال امته غدوة وعشية فيعرفهم
بسيماهم واعمالهم فلذلك يشهد
عليهم يوم القيمة ويمثل بصور الزائر

اپنی اُمت کے مشاہدہ کرنے اور ان کے احوال
ونیات وعزائم اور خطرات وغیرہ کے جاننے میں
کوئی فرق نہیں ہے اور یہ آپ کے ہاں روشن اور
ظاہر ہے اس میں کوئی خفاء نہیں کیونکہ اللہ تعالے
آپ کو اس پر مطلع کرتے ہیں۔ پس اگر تو کہے کہ یہ
صفات جن کا تذکرہ لفظ معرفتہ سے یہاں تک ہوا
اللہ تعالے کے ساتھ خاص ہیں (تو آپ کو کیسے حاصل
ہوگئیں؟) تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو کامل مومنین
میں سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو وہ
غالباً زندوں کے احوال جانتا ہے اللہ تعالے کے انکو
بتانے کی وجہ سے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جمعرات
اور پیر کو اعمال اللہ تعالے کے سامنے پیش کئے جاتے
ہیں اور اسی طرح جمعہ کے دن حضرات انبیاء کرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام اور باپ دادوں اور ماؤں پر
پیش کئے جاتے ہیں تو وہ ان کی نیکیوں سے خوش
ہوتے ہیں اور ان کے چہرے مزید سفید ہو جاتے
اور چمکتے ہیں پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مُردوں
کو (گناہ کرکے) اذیت مت دو۔ اس کو حکیم
ترمذی رح نے روایت کیا ہے اور اس قسم کے
امور بکثرت وقوع میں آچکے ہیں جیسا کہ کتابوں میں
ان کے مظان میں یہ مسطور ہیں اور حضرت عبداللہ

وجهه علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ذھنہ ویحضر الزائر قلبہ جلال رُتبتہ وعلو منزلتہ وعظیم حرمتہ وان اکابر الصحب ما کانوا یخاطبونہ الا کاخی السرار بکسر السین وراثین بینھما الف تعظیماً لما عظم اللہ من شانہ اھ (المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی ج ۸ ص ۳۰۵)

بن المبارکؒ نے جن کے ذکر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت کیا کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں صبح اور پچھلے پہر آپ کی اُمت کے اعمال آپ پر نہ پیش کئے جاتے ہوں۔ پس آپؐ ان کو ان کی نشانیوں اور اعمال سے پہچانتے ہیں۔ اِسی لئے قیامت کے دن ان پر شہادت دیں گے اور زیارت کنندہ آپؐ کے چہرہ اقدس کی صُورت اپنے ذہن میں تصور کرے، اور اپنے دِل میں آپؐ کے رُتبہ کی جلالت اور علو منزلت اور بڑی عزت کو ملحوظ رکھے اور بے شک بڑے بڑے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپؐ سے خطاب نہیں کرتے تھے مگر جیسا کہ سرگوشی کرنے والا اور یہ سب کچھ آپؐ کی تعظیم کی خاطر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بڑی شان عطا فرمائی ہے۔

یہ ساری عبارت بمع اس کی شرح کے ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والے کو آداب بتلائے ہیں اور اس کی بھی تصریح ہے کہ زندوں کے حالات غالباً مُردوں کو پہنچتے ہیں لیکن عرض اعمال کی حدیث کے پیشِ نظر نہ بایں طور کہ مُردے حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور ان کو علمِ غیب حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اہلِ بدعت کا باطل دعویٰ ہے۔ اور اسی ادب و احترام اور تعظیم کا تذکرہ دیگر علماءِ ملت نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ علامہ السید عبداللہ بن السید الشریف السمہودی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۱۱ھ) امام غزالیؒ سے نقل کرتے ہیں

قال فی الاحیاء واعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ (اے

حالم بحضورك وقيامك وزيارتك وانه يبلغه سلامك وصلاتك فمثل صورته الكريمة فى خيالك واخطر عظيم رتبته فى قلبك اھ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۳۷)

زیارت کرنے والے) تو جان لے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے حاضر ہونے اور تیرے کھڑے ہونے اور تیری زیارت کو جانتے ہیں اور تیرا صلوٰۃ وسلام ان کو پہنچتا ہے سو آپ کی صورتِ کریمہ کو اپنے خیال میں رکھو اور اپنے دل میں آپ کے بلند مرتبہ کا تصور قائم کرو۔

یہ عبارت اپنے مدلول کے لحاظ سے بڑی روشن اور بالکل صاف اور بے غبار ہے۔

علامہ رحمۃ اللہ السندی الحنفی رح اپنی کتاب لباب المناسک میں اور حضرت ملا علی بن القاری اس کی شرح المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط میں لکھتے ہیں کہ:۔

متمثلا صورته الكريمة فى خيالك بفتح الخاء اى فى تخيلات بالك لتحسين حالك مستشعرًا بانه عليه الصلوٰة والسلام عالم بحضورك وقيامك وسلامك اى بل بجميع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك وكانه حاضر جالس بازائك الخ (المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط ص ۳۳۵)

تم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورتِ کریمہ کو اپنے حال کے درست کرنے کے لئے اپنے خیال میں رکھو یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ تمہارے حاضر ہونے کھڑے ہونے اور سلام کہنے کو جانتے ہیں بلکہ یوں سمجھو کہ آپ تمہارے تمام افعال و احوال اور کوچ و مقام کو جانتے ہیں اور گویا کہ آپ حاضر اور تمہارے سامنے جلوہ گر ہیں۔

بلاشبہ ہر مسلمان پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و احترام لازم اور فرض ہے اور روضۂ اقدس پر حاضری کے موقع پر ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

جھوٹی تعلّی

صوفی صاحب لکھتے ہیں۔ اعلان۔ طائفہ وہابیہ نجدیہ اگر اولیاء عارفین اور علماء وارثین سے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیر حاضر و ناظر پر

ایک بھی حوالہ ثابت کردیں تو ایک حوالہ کا ایک صد روپے انعام دیا جائے گا (ملخصاً صفحہ ۱۱ وغیرہ)

الجواب :- صوفی صاحب ہوش میں آکر بات کیجئے۔ انعام بازی اور چیلنج بازی سے ممکن ہے کہ آپ کے ناخواندہ کچھ حواری تو خوش ہو کر بغلیں بجانے لگیں لیکن اہل حق اور اہلِ علم کے سامنے تو ایسی ڈھینگیں مت ماریں۔ آپ کبوتر کی طرح آنکھیں کیوں بند کرتے ہیں؟ اولیاء عارفین اور علماء وارثین نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صرف حاضر و ناظر ہونے کی نفی ہی نہیں کی بلکہ اس کو کفر بھی کہا ہے اور ذمہ دار حضرات فقہاء احناف کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے حوالے تبرید النواظر میں درج ہیں جن کے جوابات سے آپ بالکل قاصر اور یقیناً عاجز رہے ہیں جیسا کہ آگے بھی آرہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ صوفی صاحب۔ آپ تو اس کے مدعی ہیں کہ شاہد اور شہید کے معنی ہی حاضر کے آتے ہیں اور گواہ پر شاہد کا اطلاق بھی اسی وجہ سے ہے۔ آپ کا جی خوش کرنے کے لئے صرف ایک ابتدائی کتاب کا حوالہ ہی ہم آپ کی ضیافتِ طبع کے لئے پیش کرتے ہیں تاکہ مزاج شریف درست ہو جائے اور دماغ مبارک سنٹر میں آجائے۔ ولی کامل عارف باللہ فقیہ وقت مفتی دوراں قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی الحنفی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں :-

مسئلہ۔ "اگر کسے بدون شہود نکاح کرد و گفت کہ خدا و رسولِ خدا گواہ کردم یا فرشتہ را گواہ کردم کافر گردد" (مالا بد منہ صفحہ ۱۲۹)

فرمایئے صوفی صاحب۔ یہ ولی عارف اور وارث علم الاولین کیا فرما گئے ہیں؟ کچھ سمجھ آئی آپ کو؟ آپ نے یہ تصور کر لیا ہے کہ جیسے ان پڑھ حواریوں کے سامنے درس و تدریس میں آپ لافیں مارتے ہیں اور وہ آپ کا صوفیانہ چہرہ بشرہ دیکھ کر جھولی ڈالنے لگتے ہیں، شاید ایسی ہی لن ترانیاں دوسرے بھی تسلیم کریں گے؟ حاشا وکلا ؎

جس شخص نے حضور کے دیں کو کیا پسند
اُس کے لئے حرام ہوا بادۂ عنب